دین محمد فریدی (بھکر)

اور قاضی نذیر کا پیشاب نکل گیا

یہ واقعہ ۱۹۶۵ء سے شروع ہوا اور ۶۷ء کے آخر میں اختتام پذیر ہوا۔ واقعہ کچھ اس طرح ہے ہومیو پیتھی کو سرکاری سطح پر تسلیم کرانے کے لیے ہم دوستوں نے ڈسٹرکٹ ہومیوپیتھک ایسوسی ایشن ضلع میانوالی قائم کی بندہ اس کا سیکرٹری نشرواشاعت مقرر ہوا۔ ہر ماہ اجلاس ہوتا تھا۔ کچھ اجلاسوں کے بعد مشن سے ہٹ کر فرقہ واریت کی گفتگو چل پڑی جسے ہم کنٹرول کرتے تھے۔ ہمارے اجلاس میں دو آدمی پر اسرار انداز سے آتے اور مجھ سے دور دور رہتے۔ اسی طرح ایک اجلاس میں علیک سلیک کے بعد میں ابھی بیٹھا ہی تھا کہ ڈاکٹر عبدالکریم شاد نے حضرت مولانا محمد قاسم نانا تویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کئے۔ میں نے صدر اجلاس کو مخاطب کیا کہ ہم یہاں فن ہومیوپیتھی کیلئے اکٹھے ہوئے ہیں مگر کچھ عرصہ سے میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ ہم اپنے مشن سے ہٹ کر کہیں اور جا رہے ہیں۔ ابھی ڈاکٹر عبدالکریم صاحب نے جس قسم کے الفاظ استعمال کئے ہیں وہ اس اجلاس کے سراسر منافی ہیں ایسی پھوٹ ہم میں صرف ایک طبقہ ڈالتا ہے اور وہ ہے قادیانی۔ کہیں ڈاکٹر صاحب کسی قادیانی کے زیر اثر تو نہیں آ گئے۔ ابھی صدر اجلاس بولے نہیں تھے کہ ان پر اسرار آدمیوں میں سے ایک بول اٹھا کہ دیکھو جی سوال ان سے کچھ ہوا اور یہ احمدیت کو طعنہ دے رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ کون ہیں میرے قریب ڈاکٹر دیوان عبدالرشید صاحب بیٹھے تھے اس نے کہا کہ یہ قادیانی مربی ہے۔ میں نے کہا کہ اس کا ہمارے اجلاس میں کیا کام ہے۔ کیا یہ ہومیوپیتھ ڈاکٹر ہے۔ اس نے کہا کہ میں ہومیوپیتھ ڈاکٹر تو نہیں مگر مجھے ہومیوپیتھی سے عقیدت ہے۔ ڈاکٹر نور خان میرے دوست ہیں اور میں انجمن کو ماہانہ چندہ دیتا ہوں۔ میں نے کہا کہ آپ دس روپیہ ماہوار چندہ دے کر ہمارا ایمان خراب کر رہے ہو اور ہمارے اندر انتشار پیدا کر رہے ہو۔ اجلاس سے فوراً نکل جاؤ۔ ورنہ میں تمہیں نکالنا جانتا ہوں۔ قادیانی اس ایسوسی ایشن میں دراصل مجھ سے خائف تھے۔ کیونکہ میرا قریبی تعلق مولانا غلام غوث ہزاروی اور مولانا محمد علی جالندھری سے تھا۔ اجلاس میانوالی شہر میں ہوتے تھے۔ مجھے ہرنولی سے جانا پڑتا اور کام بھی ہوتے تھے۔ قادیانیوں نے میانوالی میں ایسوسی ایشن کے اہم داعی ڈاکٹر نور خان صاحب پر اثر ڈال لیا تھا ہر وقت اس کا گھیراؤ رکھتے تھے۔ کیونکہ قادیانی مرکز ڈاکٹر صاحب کی دکان کے قریب تھا۔ اجلاس ختم ہوا تو میں سیدھا حضرت مولانا محمد رمضان صاحب، موتی مسجد میانوالی کے ہاں جا پہنچا۔ اور تمام حالات بتائے۔ مولانا صاحب نے اپنا ایک شاگرد محمد امیر ڈاکٹر نور خان کی دکان پر چھوڑ دیا۔ ہمیں تمام حالات ملنے لگے۔ میں نے ڈاکٹر نور خان صاحب سے دو ٹوک بات کی ڈاکٹر صاحب کہنے لگے کہ میں تو مرزا غلام احمد کو ظلی نبی تسلیم کر چکا ہوں۔ ربوہ کا بھی کئی دفعہ چکر لگا چکا ہوں۔ اور میرے ذہن کے مطابق یہ سچے ہیں۔ اب ان کو جھوٹا ثابت کرنے کیلئے کوئی نقطہ بتاؤ۔ ڈاکٹر نور خان کا پہلے تعلق بریلوی مکتب فکر سے تھا۔ اللہ نے میرے دل میں ڈالی، میں نے کہا کہ انہوں نے مرزا کیلئے درود ایجاد کر رکھا ہے۔ ڈاکٹر نور خان کہنے لگا کہ نہیں درود تو صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے۔ میں نے کہا کہ پوچھ لو۔ یہ مرزا کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مانتے ہیں اور اس پر درود بھیجتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب سے ملا تو انہوں نے کہا کہ تمہارے جانے کے بعد مرزائی مربی آیا

تو میں نے یہ سوال کر دیا کہ آیا مرزا غلام احمد پر بھی درود نازل ہوا ہے۔ مربی اچانک کرسی سے اتر کر ادب سے نیچے بیٹھا اور مرزا غلام احمد قادیانی پر درود پڑھنے لگا۔ ڈاکٹر نور خان کہنے لگا کہ مجھ پر ان کا فراڈ ظاہر ہو گیا ہے۔ فریدی صاحب اب ان کو میدان سے بھگاؤ۔ میں نے کہا کہ تم مضبوط رہو انشاء اللہ ان کو میدان میں عبرتناک شکست ہو گی۔ مولانا محمد رمضان صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، تمام گفتگو بتائی مولانا صاحب نے فرمایا کہ مدرسہ دراھدیٰ بھکر کا سالانہ جلسہ قریب ہے۔ مولانا لال حسین اختر وہاں تشریف لا رہے ہیں۔ تم بھی وہاں آؤ وہاں کوئی فیصلہ کرتے ہیں۔ ہم نے مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر سے تفصیلی گفتگو کی۔ مولانا نے ۲۶ مارچ ۱۹۶۶ء کی تاریخ میانوالی کیلئے مقرر کر دی اور میرے لئے حکم ہوا کہ تم وہاں پہنچ کر مرزائی مربی کو قابو کرو اور میری آمد خفیہ رکھو۔ تاریخ مقررہ پر میں حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب کے ہمراہ میانوالی پہنچا۔ جیسے ہی بس سے اترا تو مرزائی مربی گھبرایا ہوا اڈے پر دکھائی دیا۔ میں قریب لگا تو پوچھا جناب کیا بات ہے؟ یہ ہوائیاں کیوں اڑ رہی ہیں۔ مربی کہنے لگا کہ اعلان سنا ہے کہ لال حسین اختر آئے ہوئے ہیں۔ میں ہکا بکا ہو گیا کہ منصوبہ خفیہ تھا اعلان کر کے غلطی کی گئی۔ مرزائی نے مجھے پوچھا کہ آپ کیسے آئے۔ میں نے فوراً بات بنائی کہ میں بھی مولانا لال حسین اختر کا سن کر آیا تھا مگر پتہ چلا کہ وہ تو چکڑالہ چلے گئے۔ یہاں غلط اعلان ہوا۔ اتنا کہہ کر مولانا ابراہیم صاحب کا ہاتھ پکڑا اور واپسی کی بس میں سوار ہو گیا۔ ساتھ ہی مولانا کا ہاتھ دبایا کہ خاموش رہیں۔ اگلے چوک پر بس سے اترا اور سیدھا وہاں پہنچا جہاں مولانا لال حسین اختر کھڑے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا کہ اعلان بلاوجہ کیوں ہوا۔ مولانا نے کہا کہ ایک ساتھی سے غلطی ہو گئی۔ اچھا ہوا تم نے سنبھال لی۔ کچھ دیر کے بعد میں ڈاکٹر نور خان کے مطب میں گرو بازار آیا۔ اتنے میں مرزائی مربی بھی آ گیا۔ مجھے دیکھتے ہی کہنے لگا کہ آپ تو واپس چلے گئے تھے پھر کیسے آ گئے۔ میں نے کہا کہ کچہری چوک میں ڈاکٹر صاحب نے دیکھ لیا یہ مجھے لے آئے۔ گفتگو چلی، میں نے مرزائی مربی سے کہا کہ بھئی تم نے کیا چکر چلا رکھا ہے۔ میدان میں آ کر بات کرو۔ ڈاکٹر نور خان کو فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔ مرزائی مربی کہنے لگا کہ بات کون کرے گا میں نے کہا کہ بندہ حاضر ہے۔ مولانا محمد رمضان موجود ہیں، بات کرو۔ مرزائی ہمارے قابو آ گیا ساتھ ہی مکان میں رہائش جناب چودھری یوسف صاحب مجسٹریٹ کی تھی۔ چودھری صاحب، اعجاز یوسف صاحب ایڈووکیٹ کوئٹہ والے کے والد ہیں۔ ہم نے ان سے بات کی کہ آپ اس گفتگو میں بحثیت صدر تشریف لائیں۔ ایک میاں صاحب تھے ڈی۔ ایف۔ سی ضلع میانوالی ان کے مکان پر بعد نماز عصر دونوں اطراف سے دس دس افراد گفتگو میں بیٹھ سکیں گے۔ میں یہ بات طے کر کے فوراً مسجد زرگراں قیامگاہ مولانا لال حسین اختر پہنچا تو مولانا صاحب نے بہت داد دی اور کہا کہ اب میں آگے خود سنبھال لوں گا۔ مگر ابھی میرا آنا ظاہر نہ ہو۔ بعد از نماز عصر، دونوں فریق اکٹھے ہوئے۔ میں نے ڈاکٹر نور خان کا ہاتھ پکڑا اور دروازے میں کھڑا ہو گیا۔ مرزائی مربی نے کہا کہ پہلے تعارف ہو جائے۔ اس نے پہلے مرزائیوں کا تعارف کرایا۔ مسلمانوں کی جانب سے تعارف مولانا محمد رمضان صاحب نے کرایا۔ جب مولانا لال

حسین اختر کی طرف آیا تو مولانا نے از خود فرمایا کہ بندہ کو لال حسین اختر کہتے ہیں۔ اتنا کہنا تھا کہ مرزائی مرتی کو جیسے شاک لگا، اٹھ کر کھڑا ہوا کہنے لگا کہ میرے ساتھ دھوکا ہوا ہے۔ دور بھاگنے لگا میں دروازے میں ڈٹ کر کھڑا تھا۔ میں نے اس مرتی کو پکڑا اور للکار کر کہا کہ بہت مدت ہو گئی مسلمانوں کا ایمان خراب کرتے ہوئے اب سامنے بیٹھو اور گفتگو کرو۔ اس مرتی کی ایک ہی رٹ تھی میں مناظرہ نہیں کرتا، میں بحث نہیں کرتا، میرے ساتھ دین محمد نے دھوکا کیا۔ مولانا لال حسین فرمانے لگے کہ تمہارے ساتھ کون بحث کرتا ہے آرام سے بیٹھو وقت مقرر کرو اپنے بڑوں کو لے آؤ اور مناظرہ کراؤ مناظرہ کے اصول طے کرو۔ بڑی ردوکد کے بعد ۲۶ اپریل ۱۹۶۲ء مناظرے کا دن طے ہوا۔ صدق و کذب مرزا۔ اجرائے نبوت و ختم نبوت اور حیات و وفات عیسیٰ علیہ السلام کی شرائط پر مناظرہ ہونا قرار پایا۔ چودھری محمد یوسف مجسٹریٹ نے آئندہ بھی صدارت قبول کر لی ہم نے چودھری صاحب کی صدارت اس وجہ سے رکھی تھی کہ اس وقت کئی اہم پوسٹوں پر میانوالی میں مرزائی لگے ہوئے تھے۔ انہوں نے دباؤ دینا تھا بعد میں ایک ماہ تک یہی چکر چلا۔ ڈی۔ ایف۔ سی صاحب کا مکان مناظرہ کے لیے طے ہوا تھا انہوں نے دباؤ کے پیش نظر جگہ دینے سے انکار کر دیا۔ ڈاکٹر نور خان صاحب نے اپنے مکان واقع گرو بازار میں جگہ دی۔ چودھری صاحب نے امن کی تمام تر ذمہ داری قبول کر لی۔ بہت سخت دباؤ تھا۔ ڈاکٹر صاحب کو بھی ہراساں کیا گیا۔ دونوں طرف سے پچیس پچیس آدمی مناظرے میں طے ہوئے۔ وقت مقررہ پر مرزائیوں کا مناظر قاضی نذیر لائلپوری اپنے ساتھیوں سمیت پہنچ گیا۔ مناظرہ کا وقت تین گھنٹے دس منٹ تھا۔ پہلی تقریر مرزائی نے کرنی تھی۔ پچھلی تقریریں بیس بیس منٹ۔ بقایا دس دس منٹ تھی۔ قاضی نذیر پہلی تقریر میں صدق و کذب مرزا کی بجائے حیات وفات عیسیٰ علیہ السلام کی طرف نکلا۔ جوابی تقریر میں مولانا لال حسین اختر نے بیس منٹ میں بیس جواب دے کر سوالات کی بوچھاڑ کر دی مناظرہ چلتا رہا۔ سامعینِ مناظرہ نے قاضی نذیر کی بوکھلاہٹ کو اچھی طرح محسوس کر لیا۔ دوران مناظرہ مولانا لال حسین اختر نے حضرت حسینؓ کی توہین کا ذکر کیا۔ قاضی نذیر قادیانی نے اپنے وقت میں مرزا کے شعر کا غلط ترجمہ کیا۔ مولانا نے فوراً گرفت کی۔ مطالبہ کیا کہ مرزا کا لکھا ہوا ترجمہ صاحب صدر خود کرے آخر کتاب صاحب صدر چودھری محمد یوسف مجسٹریٹ کے پاس آئی۔ صاحب صدر نے مرزا کا ترجمہ پڑھا تو بات مولانا لال حسین اختر کی صحیح ثابت ہوئی۔ خاص بات یہ کہ آخری تقریر قاضی نذیر قادیانی کی تھی۔ قاضی نذیر نے بات سمیٹنے کی بجائے اپنا رعب قائم کرنے کیلئے مناظرہ کا چیلنج دے دیا۔ مولانا لال حسین اختر نے فوراً قبول کر کے رعب دار آواز میں کہا کہ مجھے چیلنج قبول ہے۔ یہاں اس وقت تین گھنٹہ دس منٹ مناظرہ ہو گا۔ مولانا نے زور دار آواز سے جیسے ہی مناظرہ کا چیلنج قبول کیا۔ قاضی نذیر کا بوکھلاہٹ میں پیشاب خارج ہو گیا اور ناک کی گندگی بھی بہہ نکلی اور مناظرہ سے انکار کر دیا۔ صاحب صدر کے مطالبہ پر قاضی نذیر نے بھری مجلس میں مناظرے کا چیلنج واپس لیا الحمدللہ اس مناظرہ کا یہ اثر ہوا کہ ڈاکٹر نور خان اور اس کے تمام ساتھیوں کا ایمان محفوظ ہو گیا۔ مسلمان پوری طرح فتح یاب ہوئے۔